موجودہ فتنہ میں کُفر کی تمام طاقتوں کا ہمارے خلاف اجتماع ہماری صداقت کا روشن ترین ثبوت ہے

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

موجودہ فتنہ میں کُفر کی تمام طاقتوں کا ہمارے خلاف اجتماع ہماری صداقت کا روشن ترین ثبوت ہے

(تقریر فرمودہ ۱۱ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۱۱۔ جولائی ۱۹۳۷ء کو نیشنل لیگ قادیان کے زیر اہتمام جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل کے اعزاز میں جو جلسہ منعقد کیا گیا اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حسبِ ذیل تقریر فرمائی)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہے تو یہ نیشنل لیگ کا جلسہ اور ایک اعزازی پارٹی لیکن اس تقریب کے ساتھ مجھے اس فتنہ کا ایک واسطہ نظر آتا ہے جو ان دنوں ظاہر ہوا ہے اس لئے میں نے سمجھا کہ اس کے متعلق بعض باتیں بیان کر دوں جو نیشنل لیگ کی اس تقریب کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہیں اور اس فتنہ کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہیں۔

قرآن کریم پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں روحانی لڑائی انسانوں کے درمیان نہیں ہوتی بلکہ فرشتوں اور شیطان کے درمیان ہوتی ہے۔ آگے یہ دونوں اپنے اظلال اور نمائندے چُن لیتے ہیں فرشتے اپنے نمائندے چُن لیتے ہیں اور شیطان اپنے نمائندے چُن لیتا ہے اور گو بظاہر جنگ ان نمائندوں کے درمیان ہوتی ہے لیکن اصل لڑائی کرنے والے فرشتے اور شیطان ہی ہوتے ہیں انسان صرف ہتھیار کا کام دیتے ہیں۔ چنانچہ شیطان کے متعلق قرآن شریف میں صاف طور پر آتا ہے اِنَّمَا یَدۡعُوۡا حِزۡبَہٗ لِیَکُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ۔[۱] یعنی شیطان دنیا میں اپنے ساتھ اپنے ہم خیال لوگوں کو ملا لیتا اور انہیں اپنا رفیق بنا لیتا ہے۔ اسی

طرح ملائکہ کے متعلق بھی خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ ملاءِ اعلیٰ میں وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے تھے۔[۲] یہ تمام روحانی نمائندے ہیں جن کا ملاءِ اعلیٰ میں دخل ہے۔ خدا تعالیٰ ان سے مشورہ لیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آراء پیش کرتے ہیں لیکن وہ آراء بھی الٰہی تصرف کے ماتحت ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان آراء کے مطابق اپنی رحمت کی بارش ان لوگوں پر نازل کرتا ہے جو اَرواحِ کاملہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی بہت سے رؤیا ہیں جن میں آپ نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح یا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی رُوح ان فتنوں کو دیکھ کر تڑپ رہی ہے جو اس زمین پر پیدا کئے جاتے ہیں۔

پس جب ان اَرواحِ کاملہ کو کوئی دکھ پہنچتا ہے تو وہ اپنے نمائندے چُن لیتی ہیں جو شیطان کے نمائندوں سے جنگ کرتے ہیں۔ پس اصل جنگ شیطان اور فرشتوں کے درمیان ہوتی ہے یا ابلیس اور جبریل کے درمیان۔ اور قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نہایت ہی زیرک ہستیاں ہیں۔ گو شیطان تمام بدیوں کا مجسمہ ہے اور اس پر ہزاروں لعنتیں ڈالی گئی ہیں لیکن اس کے اپنے جنگ کے معاملہ میں جہاں قرآن کریم میں اس کی زیرکی کا ذکر آیا ہے، اس کی تعریف کی گئی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے پہلے شیطان کا حضرت آدم علیہ السلام سے واسطہ پڑا اور پہلی دفعہ حضرت آدم کے وقت میں اُس نے اپنی زیرکی کا ثبوت دیا۔ جانے دو ابلیس کے ساتھیوں کو، جانے دو ان لوگوں کو جو شیطان کے پَیرو ہیں چلے جاؤ اُن مسلمان کہلانے والوں میں یا ان لوگوں میں جو قرآن کریم کو آخری شریعت یقین کرتے ہیں تم انہیں یہ کہتے سنو گے کہ دیکھا! ابلیس کی بات صحیح نکلی اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت اس نے جو یہ کہا تھا کہ انسان دنیا میں برائیوں کا شکار ہو جائے گا اور شرک وغیرہ میں مبتلاء ہوگا وہ درست ثابت ہوا۔ میں نے خود سینکڑوں دفعہ لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کیا ابلیس کی بات ٹھیک نہ نکلی؟ اور جو اس نے کہا تھا وہ صحیح ثابت نہ ہوا؟ اور بظاہر یہ معلوم بھی ہوتا ہے کہ انسان ان غلطیوں اور لغزشوں کا شکار ہو گیا جن کے متعلق اس نے کہا تھا کہ وہ ان میں مبتلاء ہو جائے گا اور یہی وجہ ہے کہ لوگ جب چاروں طرف شرک، دھوکا، فریب، بے ایمانی، بددیانتی، چوری، ڈاکہ، جعلسازی، اور فسق و فجور دیکھتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ شیطان کی بات درست ثابت ہوئی اور خدا تعالیٰ کا یہ

فرمان کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[3]۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ غلط نکلا لیکن حقیقت میں خدا تعالیٰ نے جو کچھ کہا تھا سچ تھا اور شیطان نے جو کچھ کہا تھا، جھوٹ تھا۔ شیطان کا جھوٹ عامی نگاہ نہیں دیکھ سکتی وہ صرف یہ دیکھتی ہے کہ خدا کے عبد بننے والے کم ہیں اور شیطان کے عبد بننے والے زیادہ ہیں اور قرآن کریم بھی فرماتا ہے۔ وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ[4] یعنی اکثر لوگ جو ایمان دار بھی ہیں ان میں شرک پایا جاتا ہے۔ اور مومنوں کے متعلق فرماتا ہے۔ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ[5] یعنی خدا تعالیٰ کے شکر گزار تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔

غرض یہ تو قرآن کریم بھی فرماتا ہے کہ مومن کم ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ہار گیا بلکہ جیتتا اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر یہ نکتہ صرف باریک نظر والوں کو نظر آتا ہے۔ یہ زیرکی جو حضرت آدم کے وقت شیطان کو حاصل تھی کیا حضرت نوح کے وقت اس میں کوئی کمی آ گئی؟ حضرت نوح علیہ السلام کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح انہوں نے انتہائی زور لگایا کہ لوگوں کے دلوں تک پہنچیں۔ پنجابی میں انتہائی زور لگانے کو تَرلے لینا کہتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ نوحؑ نے واقعہ میں تَرلے لئے کہ کسی طرح لوگوں پر حق ظاہر ہو جائے لیکن شیطان نے ان لوگوں کو ہدایت کے پاس تک پھٹکنے نہیں دیا۔ اگر وہ اکیلے کسی سے ملتے تو شیطان اُس کے کان میں کہہ دیتا کہ دیکھنا اِس کی باتوں میں نہ آنا، یہ تمہیں گمراہ کر دے گا، اگر وہ کسی جماعت کو تبلیغ کرتے تو شیطان وہاں بھی پہنچ جاتا، اگر وہ لیکچر دیتے تو شیطان وہاں بھی سرگوشیاں کر رہا ہوتا، اگر وہ آہستہ کسی مجلس میں باتیں کرتے تو وہاں بھی شیطان لوگوں کو بہکا رہا ہوتا کہ اِس کی باتوں کو نہ سننا، غرض اگر حضرت نوحؑ نے بشارتوں سے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی تو شیطان نے کہہ دیا کہ یہ محض دھوکا ہے، اگر انذار سے انہیں راہِ ہدایت پر لانے کی کوشش کی گئی تو اس نے کہا یہ تو محض بنانے کی باتیں ہیں، اس دنیا کی لذتوں کا مزہ چکھ لو، آئندہ کا کس کو علم ہے۔ غرض جس طرح بھی حضرت نوحؑ نے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی شیطان نے اسی رنگ میں اس کی تردید کر کے لوگوں کو بہکایا اور جب تک خدا تعالیٰ نے تمام لوگوں کو اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر دیا شیطانی ذُرّیّت قِسم قِسم کی تدبیروں سے حضرت نوحؑ کا مقابلہ کرتی رہی اور ہر قِسم کی اچھی تعلیم کے جواب میں انہوں نے کوئی نہ کوئی جواب گھڑ لیا۔

اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے، وہاں بھی شیطان نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا

عراق میں لوگوں کو آپ نے تبلیغ شروع کی تو وہاں انہوں نے تنگ کرنا شروع کر دیا، اس کے بعد آپ نے کنعان کو اپنے لئے منتخب کیا لیکن وہاں شیطان پہلے سے موجود تھا اور وہ تمام طاقتیں جو عراق میں ان کے خلاف صرف ہو رہی تھیں وہاں بھی استعمال ہونے لگیں۔ وہاں اگر اکابر کے پاس جاتے اور انہیں کہتے کہ دیکھو عوام کی حالت کیسی خراب ہے تو وہ کہتے کہ بہر حال تم سے اچھے ہیں اور اگر عوام کے پاس جاتے اور کہتے کہ دیکھو اکابر کس قدر صداقت سے دُور ہو گئے ہیں تو وہ کہتے کہ ان کے ظلم تمہارے رحم سے اچھے ہیں۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا۔ پھر اس سے بہت زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضور کو پیش آیا اور اس کی تفاصیل ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عربوں کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے تم میں سے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے اور یہ تمہارے لئے خوشی کا مقام ہے تو انہوں نے کہا کہ عربوں کی عصبیت تو ہم میں موجود ہے لیکن یہودی آپ سے اچھے ہیں۔ جب آپ یہودیوں کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ دیکھو تمہارے انبیاء کی پیشگوئیوں اور تمہاری کتاب کی بشارتوں کے پورا ہونے کا دن آ گیا ہے تم اس کی قدر کرو تو انہوں نے جواب دیا جاؤ ہم تمہارے فریبوں میں آنے والے نہیں، مکے والے تم سے اچھے ہیں۔ غرض سب نے بے اعتنائی کا سلوک کیا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا اور شیطانی قوتیں پاش پاش ہو گئیں۔ پس ہمیں اس میں کہیں بھی استثناء نظر نہیں آتا کہ بدی کی طاقتوں نے حق کے مقابلہ میں پورا زور صرف نہ کیا ہو اور آج تک کوئی مثال ایسی نہیں ملتی کہ انہوں نے کبھی دھوکا کھایا ہو یا کبھی انہوں نے غلطی سے تقویٰ کی تائید کر دی ہو۔ ہمارے نزدیک ہزاروں سال اور فلاسفروں کے نزدیک لاکھوں سال دنیا کو پیدا ہوئے گزر چکے ہیں لیکن ایسا آج تک کبھی بھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کی آواز آئی ہو اور بدی کی طاقتوں نے فوراً پہچان نہ لی ہو اور اس کی مخالفت شروع نہ کر دی ہو۔ ہزاروں اور لاکھوں سال کی دنیا میں جس حد تک تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک غلطی بھی بدی کی طاقتوں نے ایسی نہیں کی کہ مثلاً یوشع نبی اُٹھے ہوں اور انہوں نے یہ سمجھ کر کہ شاید یہ یوشع نبی نہیں ہیں ان کا ساتھ دینا شروع کر دیا ہو اور بعد میں غلطی معلوم کر کے الگ ہو گئے ہوں۔ غرض ہمیں ایک مثال بھی ایسی نظر نہیں آتی، نہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں اور نہ کسی اور قوم کے نبیوں میں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا میں

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی مبعوث ہوئے ہیں[6] لیکن ان ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں ایک نبی بھی ایسا نہیں گزرا کہ اس نے آسمانی آواز اُٹھائی ہو اور کُفر دھوکا کھا کر اُس کے ساتھ ہو لیا ہو اور بعد میں اُسے معلوم ہوا ہو کہ میری غلطی تھی بلکہ کُفر کی نگاہ تو اتنی تیز ہوتی ہے کہ وہ انبیاء کے دعویٰ نبوت سے پہلے ہی خدا کی آواز کو پہچان لیتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ لکھی تو اُس وقت آپ کو خود بھی معلوم نہ تھا کہ خدا تعالیٰ آپ کو نبی بنانے والا ہے اور آپ نہیں سمجھتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے الہامات سے کیا مراد ہے لیکن لدھیانہ کا ایک مولوی اُس وقت اُٹھا اور اُس نے اس کتاب کو پڑھ کر اُسی وقت کہہ دیا کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کرنا ہے اس کی ابھی سے مخالفت شروع کر دو۔ اُس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی کو بھی یہ خیال نہ آیا۔ چنانچہ اُس وقت انہوں نے اس کتاب کی تائید میں ایک ریویو لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کے بعد جب مولوی محمد حسین آپ کے خلاف لدھیانہ میں فتویٰ لینے گئے تو اُس مولوی نے انہیں کہا اب تم میرے پاس فتویٰ لینے آئے ہو کیا میں نے اُسی وقت نہ کہہ دیا تھا کہ مرزا صاحب کی مخالفت کرو لیکن اُس وقت تم نے ان کی تائید کی۔ یہ وہ وقت تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے الہام کی حقیقت کو خود بھی نہیں سمجھے تھے لیکن اس شخص نے اُسی دن پہچان لیا کہ مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔ بعد میں تو سب مخالف اُٹھ کھڑے ہوئے اور مولوی محمد حسین نے بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں تھے، آپ کی مخالفت شروع کر دی۔

ان سب حالات کو سامنے رکھ کر آپ موجودہ واقعات پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب کس جُرم میں قید ہوئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آج سے چند ماہ پہلے ایک احمدی کی لڑکی فوت ہوگئی، احمدی اسے اُس قبرستان میں لے گئے جو ہمارے آباء واجداد کا قبرستان ہے۔ احراریوں نے احمدی لڑکی کی نعش کو اس قبرستان میں دفن ہونے سے روکا، اس لئے کہ احمدی ان کے نزدیک ناپاک اور نجس ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کے زندے تو الگ رہے ان کے مُردے بھی گندے ہیں اور اس لائق نہیں کہ اس قبرستان میں دفن کئے جا سکیں۔ غرض ان لوگوں نے احمدیوں کو نعش کے دفن کرنے سے روکا۔ بعض احمدیوں نے انہیں ہٹایا اور اس پر ان کے درمیان ہاتھا پائی ہوگئی اور جیسا کہ اس قسم کے اشتعال کا قدرتی نتیجہ ہوتا ہے، بعض احمدی لڑکوں نے ان کو مارا لیکن جہاں تک ہماری تحقیق کا تعلق ہے، مولوی عبدالرحمٰن صاحب ان لوگوں میں

سے تھے جنہوں نے احراریوں کو چُھڑایا اور احمدیوں کو انہیں پیٹنے سے روکا۔ بہرحال مقدمہ چلایا گیا اور وہ قید ہوئے اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیرو احراریوں کے نزدیک اس قابل نہیں کہ ان کے مُردوں کو قبرستان میں دفن ہونے دیا جائے۔

اس کے بعد اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس جماعت کے بہت سے فرد دہریہ ہو گئے ہیں اور بہت سے دہریہ ہو رہے ہیں ہم اس لئے کھڑے ہوئے ہیں کہ ان کو دہریت سے بچائیں تا کہ احمدیت اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا کے سامنے ظاہر ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ان کا یہ دعویٰ درست ہے تو احمدیت کے دشمنوں نے کیوں ان کی حمایت شروع کر دی ہے۔ ان کو تو چاہئے تھا کہ وہ فوراً سمجھ لیتے کہ اس پُرانی جماعت کی مخالفت چھوڑ دو وہ تو دہریہ ہو چکی، اب اس نئی جماعت کو مٹاؤ جو خدا تعالیٰ کا نام بلند کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی اشاعت کیلئے پیدا ہوئی ہے مگر احمدیت کے دشمن اس وقت کیا کرتے ہیں، وہ مصری صاحب اور فخر الدین صاحب کے اشتہار بانٹتے پھرتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ یہ سمجھ کر ان کے اشتہار بانٹتے پھرتے ہیں کہ اس سے حضرت مرزا صاحب کی طاقت کم ہوتی ہے یا یہ سمجھ کر بانٹتے ہیں کہ اس سے حضرت مرزا صاحب کی طاقت زیادہ ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ اسی لئے ان کی حمایت پر کمر بستہ ہوتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ صداقت کو کمزور کرنے کا حربہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ یعنی حق کے مقابلہ میں تمام شیطانی طاقتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں اور ظاہر ہے کہ دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی تائید کیلئے اُٹھی ہو اور شیطانی اثر کو قبول کرنے والے لوگ دھوکے سے اس کی حمایت کرنے لگ پڑے ہوں۔ بلکہ ہمیشہ سے ہی ہوتا آیا ہے کہ حق کے مقابلہ میں سب خدا تعالیٰ سے دور ہونے والی اَرواح جمع ہو جاتی ہیں۔ اب بھی احراری اور دوسرے لوگ ان کی مدد کر رہے ہیں اور کیا یہ عجیب بات نہیں کہ مصری صاحب کے متعلق بیزاری کے اظہار کے لئے ہمارے جلسے ہوں اور شیخ حسام الدین امرتسر سے آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گندی گالیاں دے کر کہے کہ خبردار! اگر مصری صاحب کے خلاف کوئی جلسے کئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ لوگ اس لئے ان کی حمایت کرتے ہیں کہ انہیں احمدیت کی ترقی مدنظر ہے؟ کیا کوئی عقلمند انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ احراری اور پیغامی ان کی اس لئے تائید کر رہے ہیں کہ یہ احمدیت کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے اُٹھے ہیں یا نبوت کا مسئلہ منوانے کیلئے اُٹھے ہیں۔ اگر ان کی تائید کی غرض یہی ہے تو پھر

مصری صاحب کے مقولہ کے مطابق ان کی تائید ہمارے ساتھ ہونی چاہئے تھی کیونکہ بقول مصری صاحب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ کو تباہ کرنے والے ہیں۔ لیکن وہ لوگ ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ان کے گلے ملتے ہیں اور پھر اس صورت میں جب کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی نبوت کے متعلق ہمارا وہی عقیدہ ہے جو پہلے تھا۔ اس وقت پیغامی بھی ان کی حمایت کر رہے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اس وقت پیغامیوں کی ہمارے ساتھ مخالفت کس مسئلے پر ہے۔ ان کا اخبار اُٹھا کر دیکھ لیں، اس میں خلافت کے متعلق کبھی کوئی مضمون شائع نہیں ہوا یا اس کے متعلق بہت کم مضمون شائع ہوتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ کی طرف آنا ہی نہیں چاہتے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر ایک دوست نے مجھے ایک دفعہ کہا کہ آپ کیوں انہیں اس مسئلہ کی طرف کھینچ کر نہیں لاتے۔ میں نے انہیں جواباً کہا کہ میں تو انہیں اس طرف لاتا ہوں لیکن وہ خود نہ آئیں تو مَیں کیا کروں، مَیں انہیں کھینچ کر اس طرف کیسے لاؤں۔ غرض ان کا سارا زور اس مسئلے پر صَرف ہوتا ہے کہ یہ ثابت کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی نہ تھے اور آپ کے منکر کافر نہیں۔ اب اگر منشی فخر الدین یا مصری صاحب کا یہ عقیدہ نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق ان کا وہی عقیدہ ہے جو ہمارا ہے تو کیا پیغامیوں کی عقل ماری گئی ہے کہ وہ ان کے اشتہار بانٹتے پھرتے ہیں۔

ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ پیغامی ان کی خدمت بجا لا رہے ہیں اور ان لوگوں کا ان کی تائید کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ بیسیوں چِٹھیاں باہر سے مجھے موصول ہوئی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیرونی مقامات میں پیغامیوں نے ان کے اشتہار تقسیم کئے۔ اور وہ پیغامیوں کے دفتر کی طرف سے ان لوگوں کو ارسال کئے گئے ہیں۔ اب اگر یہ سچ ہے کہ یہ لوگ جنہوں نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو روشن کرنے والے ہیں اور ان کے جیتنے سے نبوتِ مسیح موعود علیہ السلام کا مسئلہ دنیا میں قائم ہو جائے گا تو کیا پیغامی اتنے ہی عقل کے اندھے ہیں کہ ان لوگوں کو اپنے گلے لگا رہے ہیں۔ انہیں تو چاہئے تھا کہ ان کے مقابلے میں ہماری حمایت کرتے کیونکہ بقول مصری صاحب ہم جماعت کو تباہ کر رہے ہیں۔ پس جماعت ٹوٹے گی تو لازماً پیغامیوں میں جا کر مل جائے گی۔

غرض تمام آسمانی کتابیں ہمیں بتاتی ہیں کہ اس معاملہ میں بدی کی طاقتوں نے کبھی غلطی نہیں کی۔ وہ تو اتنی دُور سے بو کو سُونگھ لیتی ہیں کہ شکاری کُتّا بھی اتنی دور سے بو نہیں سُونگھ سکتا۔ یہ

تو ممکن ہے کہ کُفر کا لشکر دعویٰ سے پہلے غلطی کر جائے لیکن دعویٰ کے اظہار کے بعد وہ کبھی غلطی نہیں کرتا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے پہلے بعض مخالفوں نے حقیقت کو نہیں سمجھا لیکن آپ کے دعویٰ نبوت کے بعد کسی نے بھی غلطی نہیں کی۔ چنانچہ جب آپ نے دعویٰ کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے تو تمام ہندوستان میں آگ لگ گئی۔ اور ہر طرف سے مخالفت کا طوفان اُمڈ آیا لیکن یہ مخالفت بھی خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان تھا۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ جو جھوٹی چیز ہوتی ہے اس کی سچا بعض دفعہ اس لئے مخالفت نہیں کرتا کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ آپ ہی آپ مر جائے گی اور بعض دفعہ جب وہ بے حیثیت ہوتی ہے تو بھی مومن اس کی طرف توجہ نہیں کرتا وہ تبھی اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے جب اس کی کوئی حیثیت ہو۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ایک مدعیٔ ماموریت نے مجھے ایک دفعہ چٹھی لکھی جس میں مجھے بہت سخت سُست کہا اور لکھا کہ یہ کونسی دیانتداری ہے کہ آپ میری تردید نہیں کرتے۔

پہلے تو میں اس کی کسی چٹھی کا جواب نہ دیتا تھا لیکن اس چٹھی کا میں نے جواب دیا اور اسے لکھا کہ تردید بھی خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کوئی معمولی چیز نہ تھی بلکہ خدا تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک فضل تھا۔

غرض اُس وقت ساری طاقتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اکٹھی ہو گئیں اور اب ساری طاقتیں ہمارے خلاف جمع ہو رہی ہیں۔

اب یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ باقی سب جگہ نور ہے، ہندوؤں میں بھی نور ہے، سکھوں میں بھی نور ہے، عیسائیوں میں بھی نور ہے اور بہائیوں میں بھی نور ہے، غرض ہر جگہ نور ہے اور اگر نہیں ہے تو صرف یہاں نہیں۔ پس اگر یہ تسلیم کیا جائے تو اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ کے کچھ معنی نہیں بنتے۔ کیونکہ نور والا راستہ تھوڑا ہوتا ہے اور وہ تنگ راستے سے آتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم بھی فرماتا ہے کہ نور کا راستہ ایک ہے لیکن تاریکی کے رستے کئی ہیں۔ [۷] تو معلوم ہوا کہ تمام مذاہب کا اجتماع ہمارے خلاف اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ غلطی پر ہیں۔ جیسا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے حق میں بھی پیشگوئی کی گئی تھی کہ تمہارا ہاتھ تمہارے سب بھائیوں کے ہاتھ کے مقابل پر کھڑا رہے گا۔ اس کا بھی یہی مطلب تھا کہ تمہاری نسل میں ایک نبی اُٹھے گا جس کے خلاف تمام مذاہب اور عقائد اور خیالات اکٹھے ہو جائیں گے۔ پس یہ بیّن ثبوت ہے مصری صاحب اور ان کے ساتھیوں کے جھوٹے ہونے کا اور یہ ایسا ثبوت ہے جس سے بڑھ کر کوئی اور تائیدی

ثبوت نہیں ہوسکتا۔ سوائے مشاہدہ کے کہ خدا تعالیٰ کا قول اور فعل ان کے جھوٹے ہونے کی آسمان سے گواہی دے۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے برابر اور کوئی ثبوت نہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ اس سے زیادہ واضح اور کوئی ثبوت نہیں۔ واضح ثبوت یوں بھی محدود ہوتے ہیں اور یہ ان اوّل درجہ کے واضح ثبوتوں میں سے ایک ہے۔ ظاہر ہے کہ موجودہ فتنہ میں ہمارے خلاف سب شیطانی طاقتیں جمع ہوگئی ہیں اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آج سے چند ماہ پہلے ہمارے مُردے بھی احراریوں کے نزدیک ناپاک تھے لیکن آج یہ کیفیت ہے کہ وہی لوگ جو احمدیوں کے مُردوں کو بھی ناپاک سمجھتے تھے مصری صاحب کے گلے مل رہے ہیں اور ان کے اشتہار بانٹ رہے ہیں۔ اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مصری صاحب اور میاں فخر الدین صاحب کی حمایت احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طاقت کو کمزور کرنے والی ہے۔

اس کے بعد مَیں دعا کرتا ہوں کل جمعیة فتیان الاحمدیه کی طرف سے مولوی صاحب کے اعزاز میں دعوت دی گئی تھی لیکن میں نے یہی خیال کیا کہ وہ نیشنل لیگ کی دعوت ہے اس لئے آج میں اس دعا میں دونوں کو شامل کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ جس طرح وہ جسمانی دعوتیں کرتے ہیں' اسی طرح وہ روحانی دعوتیں کرنے میں بھی پیش پیش ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری صفائیٔ قلب کو بڑھائے اور ہمارے نوجوانوں کو سچی خدمت کرنے کی توفیق دے۔

(الفضل ۲۱ جولائی ۱۹۳۷ء)

---

۱ فاطر: ۷ ۲ ص: ۷۰ ۳ الذّٰریٰت: ۵۷

۴ یوسف: ۱۰۷ ۵ سبا: ۱۴

۶ مسند احمد بن حنبل جلد۵ صفحہ۲۶۶۔ المکتب الاسلامی بیروت

۷ الانعام: ۱۵۴